اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسکو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقبول فرمایا ہے
صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرۂ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباسُ الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

کتاب ہذا کے متعلق بشارت نبویؐ صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ مشائخِ چشتیہ صابریہ

اِقتباسُ الانوار

زمانۂ تالیف سنہ ۱۱۳۰ھ

تالیف

حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

نام کتاب .... اقتباس الانوار

مترجم .... مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی

.... اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷

اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء

تعداد .... پانچ صد (۵۰۰)

طباعت .... حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

ناشر .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

تعارف

اِس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اِسکو حضور رسول مقبول سرورِ کائنات فخرِ موجودات، حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرفِ قبولیت اِن الفاظ میں بخشا ہے :-

"تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت
عجیب وغریب احوال واسرار درج کیئے ہیں ہم تمہاری
کتاب کو مقبول کرتے ہیں" (اس خواب کی تفصیل صہ۴۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

اِسکے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتحۂ قبولیّت کتاب پڑھا اور نور سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام عطا فرمائی - اسکے بعد خلفائے راشدین اور حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رح اور خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رح اور تمام اولیائے کرام جو اس مجلس میں موجود تھے سب نے یکے بعد دیگر کتاب ملاحظہ فرمائی اور اس فقیر کو شرفِ قبولیّت بخشا - جب اِس حالتِ کشف سے افاقہ ہوا تو سارا مکان عطر وعنبر کی خوشبو سے معطر پایا - اور سجدۂ شکر ادا کیا - نیز اس کتاب کا آغاز بھی حضرت غوث الثقلین رح اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی رحمہما کے اشاراتِ باطن سے ہوا - حضرت خواجہ غلام فریدؒ ساکن کوٹ مٹھن اپنے ملفوظات مقابیس المجالس میں فرماتے ہیں کہ یہ بادشاہ کتاب ہے اور ایک بلند مقام ولی اللہ کی لکھی ہوئی ہے - ہمارے شیخ حضرت مولانا سیّد محمد ذوقی شاہ قدس سرہٗ بھی اِس کتاب کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے اور سفر وحضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے - جب یہ احقر اجمیر شریف میں بیعت سے مشرف ہوا تو یہ کتاب دیکر فرمایا کہ اِسے پڑھو - اسکے بعد حضرت شیخ کے خلیفۂ اوّل واکبر حضرت شاہ شہید اللہ فریدیؒ نے جو برطانوی الاصل تھے اور کشف المحجوب کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا - اس احقر کو یہ کتاب ترجمۂ اردو کیلئے عطا فرمائی جس کا نتیجہ قارئین کرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ مصنف

الحمد للہ الذي اظہر الاحوال علی ارباب المجاھدات واقامھم شائقین فی مقام القرب والمشاھدات والصلاۃ علی من نشر سر الاسلام بین الخواص والعوام وبین شعائر الایمان ناطقا بخیر الکلام وعلی الہ واصحابہ التابعین لہ في جمیع الاقوال والافعال والاخرین من قلبہ حقائق الوجد والحال

امابعد: ذرّۂ بے مقدار، فارغ از گفتگوئے اغیار (جو اغیار کے طعنہ و تشنیع سے بے پرواہ ہے) غلام مصطفوی محمد اکرم بن محمد علیؒ براسوی، حنفی، قدوسی کہتا ہے کہ یہ کتاب حضرت خاتم النبیینؐ، ائمہ معصومین، خلفاءِ راشدین، پیشوایانِ دین، اولیائے متقدمین ومتاخرین کے احوال میں ہے جو کاتب الحروف کے سلسلۂ طریقت کی ترتیب سے حسب فرمائش احبابِ بندہ مثل حافظ فتح محمد سہرندی، میر محمد جعفر، شیخ یار محمد، حافظ امان اللہ دھلوی اور بتقاضائے اشاراتِ غیبی عالم معانی سے صورتِ الفاظ و حروف میں اور تقریر سے تحریر کے احاطہ میں آئی ہے اور خلوت خانۂ کنت کنزاً مخفیا سے نکل کر صحنِ ظہور میں گامزن ہو کر مقبولِ ظاہر و باطن ہوئی ہے۔

کتاب ہذا کے متعلق بشارتِ نبویؐ

اس وجہ سے کہ جب یہ کتاب اختتام کے قریب تھی تو رات کو اس فقیر نے عالمِ واقعہ میں دیکھا کہ باغہائے بہشت میں سے ایک باغ ہے جس کے اندر ایک قبہ ہے جو سُرخ زمرّد سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم مع چار یار اور اولیائے

متقدمین و متأخرین تشریف فرما ہیں اور حضرت غوث الثقلین سیّد محی الدّین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدّین حسن سنجری، حضرت شیخ فریدالدّین شکر گنج، حضرت سلطان المشائخ نظام الدّین بدایُونی، بندگی شیخ عبدالقدّوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدس اسرارھم بھی وہاں موجُود ہیں۔ اس وقت یہ دُعاگو کتاب ھٰذا ہاتھ میں لئے حاضر ہوا اور حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی قدّس سرہ العزیز نے اس فقیر کے ہاتھ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کی اور عرض کیا کہ یہ کتاب اَب خلفائے راشدین دائمہ معصومین، اولیائے متقدمین و متاخرین کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر دریافت فرمایا کہ اس کا مصنّف کہاں ہے۔ اِس فقیر نے فوراً آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حاضر ہوں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تم نے بہت اچھی کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت عجیب و غریب احوال و اسرار درج کئے ہیں ہم تمہاری کتاب کو مقبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فاتحہ قبولیّتِ کتاب پڑھا اور نورِ سبز کی ایک دھاری دار چادر بطور انعام ایں کتاب عطا فرمائی۔ اس کے بعد خلفائے راشدین نے اور حضرت غوث الثقلین، حضرت خواجہ بزرگ اور تمام اولیائے کرام نے جو اس محفل میں حاضر تھے، یکے بعد دیگر کتاب مُلاحظہ فرمائی اور اس فقیر کو شرفِ قبولیّت بخشا۔ اس کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خواب گاہ سے عطر و عنبر کی خوشبو آرہی ہے اور سارا مکان عطریاتِ ان ربکم في ایام دھرکم سے مُعطّر ہے۔ یہ دیکھ کر فقیر کو بے حد مسرّت ہوئی اور دوگانہ شکرِ حق ادا کیا، نیز اس کتاب کا آغاز حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بزُرگ رحمہما اللہ کے اشاراتِ باطن سے ہُوا تھا۔

چُونکہ اس کتاب کے اسرار و رمُوز کے حامل اجسادِ انسانیہ ہوں گے جو اربعہ عناصر اور رُوح کا مجموعہ ہیں، مَیں نے اس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار اقتباس درج کئے ہیں۔

مقدمہ کتاب

مقدمہ کتاب خلافتِ الٰہیّہ کے بیان، چہار مشائخ، چہار اصل سلاسل طریقت و دیگر فروعی سلاسل کے احوال اور رجال اللہ مثل غوث و قطب کے حالات اور مشربِ صُوفیۂ اہلِ صفا و مرتبۂ ولایتِ مُقید و مطلق پر مشتمل ہے۔

تولد مبارک

روضۃ الاحباب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تولّد مبارک سوموار کے دن ہوا۔ آپ تولّد کے وقت مختون اور ناف زدہ تھے[1]۔ آپ پر وحی بھی سوموار کے دن شروع ہوئی۔ حجر اسود کو بھی آپ نے موجودہ مقام پر سوموار ہی کے دن رکھا تھا۔ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت دس ربیع الاوّل کو ہوئی بعض کا قول ہے کہ ماہ مذکور کے پہلے سوموار کے دن ہوئی اور جمہور اہل سیرت اس بات پر متفق ہیں کہ آں حضرت کی ولادت سال فیل[2] میں ہوئی۔ آپ کی ولادت صبح صادق کے ظہور کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے ہوئی۔ اس وقت آفتاب برج حمل میں تھا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس وقت ہوئی جب نوشیرواں شاہ ایران کی سلطنت کو بیالیس سال ہو چکے تھے اس وقت سکندر کو وفات پائے ہوئے آٹھ سو اسّی سال ہو چکے تھے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے عہد اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے درمیان چھ سو سال گذر چکے تھے۔ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ولادت اور آدم علیہ السلام کے درمیان چھ ہزار سات سو پچاس سال، نوح علیہ السلام سے چار ہزار چار سو نوے سال، ابراہیم علیہ السلام سے تین ہزار ستّرہ سال موسٰی علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو سال داؤد علیہ السلام سے ایک ہزار آٹھ سو سال، اور ذوالقرنین سے آٹھ سو اسّی سال اور حضرت عیسٰی علیہ السلام سے چھ سو سال ہو چکے تھے۔

والد ماجد کی وفات

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر دو ماہ کی ہوئی تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔

واقعہ شق صدر

بعض روایات کے مطابق آپ کا شقّ صدر جس کا مقصد انشراح قلب تھا تین سال کی عمر میں ہوا۔ لیکن صحیح ترین

---

[1] یعنی ختنہ ہوا ہوا تھا اور ناف کی رگ بھی کٹی ہوئی تھی یہ وہ رگ یا نالی ہے کہ جس کے ذریعے ماں کے پیٹ میں بچے کو رحم مادر سے خون بطور خوراک حاصل ہوتا ہے۔ لہذا ناف زدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت کو شکم مادر میں خون کی خوراک نہیں ملی تھی بلکہ آپ کی پرورش نور سے ہوئی تھی۔ اس وجہ کہ خون غلیظ ہے [2] یعنی جس سال اصحاب فیل نے کعبہ پر حملہ کیا جس کا ذکر سورہ الم ترکیف میں ہے)